باب : 28

جرمِ مشقت

جوناتھن پیلس کےآڈیٹوریم میں مجمعےکو تالیاں بجاتا چھوڑ کر گھومتاگھامتا طویل برآمدے میں آ پہنچابرآمدے کے آخرمیں لوگ قطار میں بینچوں پر بیٹھے تھے۔ سب کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کیا یہ مجرم ہیں جو مقدمے کے انتظار میں ہیں؟شاید یہاں حکام اس کی چوری شدہ رقم برآمد کرواسکیں۔ایک بینچ کے بائیں جانب دروازے پر تختی لگی تھی،'بیورو برائے مشقت'؛ بینچ کے دوسری جانب باوردی محافظ ا پنے بے بس قید یوں سے بےخبر باتیں کر رہے تھے؛ مضبوط زنجیروں‌نے اس بات کو یقینی بنا دیا تھا کہ فرار کی امید نہ ہونے کے برابر ہے۔

جوناتھن قریب ترین قیدی کے پاس چلا آیا۔ یہ دس برس کا لڑکا ہوگا جو دیکھنے میں کوئی مجرم معلوم نہ ہوتا تھا۔" تم یہاں کیسے،"جوناتھن نے معصومیت سے پوچھا۔

لڑکے نے جوناتھن کی طرف نظریں اٹھائیں اور جواب دینے سے پہلے محافظوں کو چور نگاہوں سے دیکھا۔"میں کام کرتے ہوئے پکڑاگیاتھا۔"

"یہ کیسا کام تھا جس سے تم اس مصیبت میں پھنس گئے؟" جوناتھن نے پوچھا۔ اس کی آنکھیں حیرانی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"میں جیک کے جنرل مرچنڈائز سٹور پر کام کرتا تھا۔" لڑکے نےجواب دیا۔ وہ کچھ اورکہنا چاہتا تھا، پھررک گیااوراپنے ساتھ بیٹھے بھورے بالوں والے آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں نے اسے رکھا تھا،"جیک بولا،وہ درمیانی عمر کا تنومند آدمی تھا۔اس کی آواز بھاری تھی۔ تاجر نے ابھی تک اپنے کام والا میلا کچیلا ایپرن پہنا ہوا تھا۔ اس کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں جو ایک اورلڑکے کے پاؤں سے بندھی ہوئی تھیں۔"یہ بچہ کہتا تھا یہ بڑاآدمی بننا چاہتا ہےاوراپنے باپ کی طرح ہونا چاہتا ہےجو فیکٹری کے گودام کا منیجر تھا۔ تم کہہ سکتے ہو،اس سے زیادہ فطری بات کیاہوگی۔ جب فیکٹری بند ہو گئی تو اس کے باپ کو کام ملنا مشکل ہوگیا۔ تو میں نے سوچا کہ یہ لڑکا کام کرنے لگے تواس کے گھروالوں کا بھلا ہوگا۔ میں

مانتا ہوںاس میں میرا فائدہ بھی تھا۔بڑے سٹور مجھے پیچھے دھکیلتے جا رہے تھے اورمجھے کچھ سَستی مدد چاہیے تھی ۔ ہاں، اب تو کہانی ہی ختم ہو گئی ہے ۔" اس کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔

کم عمرلڑکا بول اٹھا،"سکول میں پڑھنے کے لیے،حساب کتاب کے لیے وہ مجھے کچھ نہیں دیتے تھے۔ جیک دیتا ہے۔ میں حساب کتاب اورکھاتہ سنبھالتا ہوں۔ اورجیک نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اچھا کام کروں گا تو وہ مجھے آرڈر وغیرہ بھی لینے دے گا۔ میں نے توتجارتی رسالے اور نوٹس بھی پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ اور میں صرف سکول کے بچوں سے نہیں،لوگوں سے میل ملاقات کرتا تھا۔ جیک نے مجھے ترقی دے دی تھی۔ اور میں کرایہ دینے میں اپنے والد کا ہاتھ بٹاتا تھا ۔ میں اتنا کما لیتا تھا کہ میں نے ایک سائیکل خرید لی تھی۔ اگر مجھے کوئی معاوضہ نہ ملتا تو رضاکارانہ کا م کرنے پر میری تعریف ہوتی۔ مگر مجھے معاوضہ ملتا تھا لہٰذا، اب میں گرفتار ہوں۔" اس کی آواز بھرا گئی تھی وہ زمین کو گھورنے لگا۔" اورمجھے خود کو تو تسلی دینی ہی ہے۔"

"بیٹے تسلی اتنی بری چیز نہیں، جب تم جانتے ہو کہ متبادل کیا ہے،"ایک ہٹے کٹے خوش مزاج آدمی نے زور دارآواز میں کہا۔اس نے مرجھائے ہوئےسفید گارڈ ینیا سے بھری ٹوکری اٹھا ئی ہوئی تھی۔ وہ زنجیروں میں جکڑاتھا جو ایک اورلڑکے کے پاؤں سے بندھی تھیں۔

"روزی کمانا مشکل کا م ہے۔ مجھے کسی دوسرے کے لیے کام کرنا بالکل پسند نہیں۔آخر میں نے سوچا میں پھول بیچ کر روزی کماؤں۔ میں ٹاؤن چوک میں پھولوں کےہاربیچ کر اچھا خاصا کما لیتا تھا۔ لوگ میرےپھولوں کوپسندکرتےتھے۔ میرامطلب ہے گاہک ۔ لیکن دکانداروں کویہ مقابلہ بازی پسند نہ آئی۔ انھوں نے کونسل آف لارڈز کے ذریعے 'پھیری والوں'کوغیرقانونی قراردلوا لیا۔ ایک پھیری والا!ہاں، وہ مجھے پھیری والا کہتے ہیں کیونکہ میں دکان کا خرچ نہیں اٹھا سکتا۔ ویسے تومیں ایک 'دکاندار'یا'تاجر'،ہی ہوں نا۔ میری بات کا برا نہ منانا،جیک، تمہاری دکان بننے سے بہت پہلے لوگ میری طرح ہی کاروبارکرتے تھے۔ بہرحال،وہ مجھے ایک مصیبت،آنکھوں کاٹنا،بدمعاش،کہتے تھے اور اب میں ایک مجرم ہوں!کیا تم مجھے اورمیرے پھولوں کو یہی کچھ سمجھو گے؟ میں کم از کم بھیک پرتو زندہ نہیں تھا۔"

"مگرتم راستہ گھیرے رہتے تھے،"جیک نے جواب دیا،" تمہیں راستے کو میرے گاہکوں کے لیے خالی چھوڑنا چاہیے تھا۔"

”تمہار ے گاہک؟جیک،کیا گاہک تمہاری ملکیت ہیں؟ہاں، ٹھیک ہے میں کونسل کی پراپرٹی استعمال کرتا تھا۔ یہ تو ہر ایک کی ملکیت ہے نا،لیکن ہے نہیں،کیوں ٹھیک ہے نا، جیک؟یہ صرف ان کی ملکیت ہے جولارڈز کے پسندیدہ لوگ ہیں۔“

جیک طعنہ زنی پراتر آیا،”لیکن کیاتم یہ اتنازیادہ پراپرٹی ٹیکس دیتے ہوجو ہم دکانداروں کو دینا پڑتا ہے!“

”تو اس میں کس کا قصو رہے؟میرا تو نہیں!“ پھیری والے نے بھی تنگ آکر ٹکاسا جواب دیا۔

جوناتھن نے ایک سوال کے ذریعے مداخلت کی،اسے امید تھی کہ یوں بحث ٹھنڈی پڑ جائے گی۔”تو انھوں نے آپ کو موقعے پرپکڑ لیا۔“

”ہوں،پہلے مجھے چند مرتبہ وارننگ دی گئی۔ مگر میں نے ان کی انگلیوں پر ناچنے کی کوئی پروانہ کی۔ وہ کیاسمجھتے ہیں وہ کون ہیں،میرے آقا، مالک؟میں اپنا کام کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کسی نک چڑھے افسر کا نہیں۔ کوئی نہیں، چڑیا گھر بھی چلے گا۔ مجھے کام نہیں کرنا پڑے گا اور دکانداروں کے خرچے پرمجھے دن میں تین دفعہ روٹی اور رہنے کو کمرہ ملے گا۔ کیسی عجیب بات ہے ۔ وارڈن سمجھتا ہے وہ میرا فائدہ کر رہا ہے۔ کہتا ہے وہ مجھے بحال کروا رہا ہے تاکہ میں معاشرے کی خدمت کروں۔ اس کے ذہن میں ٹیکس ہیں، پھول نہیں۔“

کم عمر لڑکا منہ بسورنے لگا۔”آپ کاکیاخیال ہے وہ مجھے بھی چڑیا گھر بھیج دیں گے؟“

”بچے پریشان مت ہو،“ پھول فروش نے اسے تسلی دی۔”اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو یقین کرو تمہیں کوئی نہ کوئی عملی کام آ جائے گا۔“

اگلی قطارمیں اوورآل پہنےعورتوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ جوناتھن کی نظرادھر پڑ گئی۔” آپ لوگ یہاں کیسے؟“

”ہمارے پاس مچھلیاں پکڑنے کی ایک چھوٹی سی کشتی ہے۔ چند افسروں نے گودی پر مجھے کچھ بھاری کریٹ اٹھاتے ہوئے دیکھ کرروکا۔“ ایک مضبوط بھاری بھرکم عورت بولی،اس کی نیلی آنکھیں جسم کے آر پار ہو جاتی تھیں۔”اس نے مجھے کہا میں نے حفاظتی ضابطوں کی خلاف ورزی کی ہے۔“ وہ اپنی ساتھیوں کا جائزہ لیتے ہوئے پھر بولنے لگی۔”ضابطے اس لیے ہیں کہ کام کی جگہوں پرہم سے غلط انداز میں کا م نہ لیا جائے۔ افسر ہمیں دو مرتبہ پکڑچکے

ہیں۔ مگر ہم کھسک کر واپس گودی پر پہنچ جاتی ہیں، وہاں آنے والے سیزن کے لیے کا م تیار ہوتا ہے۔ انھوں نے ہمیں پھر پکڑ لیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس دفعہ وہ ہمیں حفاظت کے لیے سلاخوں کے پیچھے رکھیں گے۔“

وہ اونچی آوازمیں کہنے لگی،”وہ میرے بیٹےکا کیا کریں گے؟ وہ بس تین سال کا ہےاوراس کا وزن ان کریٹوں سے زیا دہ ہےجو میں نے اٹھائے تھے۔ جب میں اسے اٹھائے پھرتی ہوں تو کسی کو تکلیف نہیں ہوتی!“ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ بولی، ” اسے اٹھانے کے لیے انہیں اب کسی اورکو ڈھونڈنا پڑے گا۔“

”کسی اور کو ڈھونڈنا کوئی آسان ہے،“ ایک آدمی نے کہا، اس کی بھری ہوئی داڑھی میں ایک چیچک زدہ چہرہ مشکل سے ہی چھپ سکاتھا ۔ اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان کو کہنی مارتے ہوئے کہا،”جارج دوسردیوں سے لگاتارمیرے پاس پارٹ ٹائم کا م کررہا ہے۔ سمجھوایک شاگردکی طرح۔ وہ میری باربرشاپ کی صفائی اورگاہکوں کوریڈی کرنے میں میری مدد کرتا ہے۔ جب میں نے اسے کام سکھانے کی کوشش کی تو ہم مصیبت میں پھنس گئے کیونکہ وہ ابھی گلڈ کا ممبر نہیں،“ اس نے غصے سے اپنے ہاتھ اوپر کھڑے کر لیے۔

جارج کےنوجوان چہرے پرحزن وملال تھا،وہ تاسف سے بولا، ”اس ریٹ پر،اوراب اس عدالتی ریکارڈ کےساتھ مجھے لائسنس کبھی نہیں ملے گا۔“